Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.107, 2017 pp 143 - 150

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، اپریل۔ جون ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۷

مغلیہ عہد اور کشمیر

(۱۵۸۶ء۔۱۷۵۲ء)

ڈاکٹر زاہد عزیز☆

Abstract:

The Mughals attacked on Kashmir several times. The patriotism and bravery of the Chaks always disappointed the Mughals. They conquered Kashmir in 1586 with the assistance of local Kashmiries. They declared Kashmir the seventeenth province of the Mughal empire. They not only progressed knowledge and literature but also architecture in Kashmir. They also paid special attention for the promotion of Industry, handicraft, calligraphy and painting in Kashmir. The Mughal empire decayed in Kashmir after the death of Auranzeb Alamgir.

وادی کشمیر دنیا میں جنت ارضی اور گوشہ پرسکون مشہور ہے۔ نیرنگئ فطرت کے تماشائے گونا گوں اس خطہ فردوس نما کو رنگین اور حسین بناتے ہیں۔ کشمیر کی خوبصورتی اور قدرتی حسن پر بیرونی حکمران ہمیشہ جان نچھاور کرتے رہے اور اس جنت نظیر کو تسخیر کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے لیکن کشمیر کے مسلم اور غیر مسلم محب وطن حکمرانوں نے ہمیشہ ہی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنے وطن کا بھرپور دفاع کیا۔ کشمیر کے پہلے بادشاہ راجہ گوندا جس نے جنگ مہا بھارت سے تقریباً بیس برس قبل کشمیر پر حکومت کی۔ اس بادشاہ کے دور سے لے کر یوسف شاہ چک کے زمانہ تک یہ وادی ایک آزاد، خودمختار، مضبوط اور مربوط ریاست تھی۔ اس عرصہ کے دوران تاریخ کشمیر میں ایسے ادوار بھی آئے جب کشمیر کے بادشاہوں نے وسطی ایشیا، تبت، قندھار اور دلی تک کے علاقہ جات کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا لیکن چک دور (۱۵۵۴ء۔ ۱۵۸۶ء)

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی لاہور

میں وقت کے حکمرانوں کی بدگمانیاں، بدمستیاں اور بے راہ رویاں اس قدر بڑھ گئیں کہ مذہبی علماء، قائدین اور صوفیائے کرام کو مجبوراً ایک فیصلہ لینا پڑا۔ جس کی وجہ سے عوام کا مال و جان اور علمائے کرام کی قتل و غارتگری رُک گئی، صورتحال تبدیل ہوگئی اور عوام کی مفلوک الحالی بھی تھم گئی لیکن یہ خطہ ارضی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بیرونی تسلط میں چلا گیا۔

مغلوں کا یہ دیرینہ خواب تھا کہ کب یہ جنت نظیر تسخیر ہو کر ہمارے قبضے میں آئے گی۔ اس کے لیے انھوں نے کشمیر پر متعدد حملے کیے لیکن چک حکمرانوں کی حب الوطنی اور بہادری نے ہمیشہ مغلوں کو مایوس کیا لیکن ۱۵۸۶ء میں مقامی حکمرانوں کی مدد واعانت سے پچاس سال مسلسل حملے کرنے کے بعد بالآخر کشمیر کو تسخیر کر کے مغلیہ سلطنت کا سترواں صوبہ بنایا۔(۱)

مغلوں نے وادی میں علم و ادب کو فروغ دیا جس کی وجہ سے وادی علما اور شعرا کی آمد و رفت اور سکونت سے ترقی وخوشحالی کا گہوارہ بن گئی۔ اسی عہد میں فارسی علم و ادب نے خاصی ترقی حاصل کی اور بڑی تیزی سے فارسی نظم ونثر لکھنے کا رواج پیدا ہوا۔ مغل بادشاہ اکبر نے کشمیر پر ۱۵۸۶ء سے ۱۶۰۵ء تک حکمرانی کی۔ اکبر نے تین مرتبہ کشمیر کی سیاحت کی۔ اس دوران فارسی زبان وادب کی بھرپور انداز میں ترویج کی گئی۔ کشمیر کی تاریخ کی ابتدائی کتاب راج ترنگنی ہے جسے پنڈت کلہن نے ۱۱۴۹ء میں سنسکرت زبان میں تحریر کیا۔ اس کتاب کے فارسی، اردو، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ فارسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ اکبر کے حکم پر پہلی مرتبہ ۱۵۸۹ء میں مشہور عالم مُلا شاہ محمد نے اور دوسری مرتبہ ۱۵۹۰ء میں مُلا عبدالقادر نے بحرالاثمار کے عنوان سے کیا۔(۲)

مغل عہد میں فارسی علم و ادب نے خاصی ترقی حاصل کی۔ اسی عہد میں شیخ جمال الدین، بابا اسماعیل کبروی اور ملا یونس راشدی جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں جنھوں نے علم وادب اور شعر وسخن کے میدان میں عروج حاصل کیا۔ مغلوں نے کشمیر میں علم و ادب کو پھیلانے کے لیے مدارس کے جال بچھائے۔ ان مدارس کو حکومتی سرپرستی حاصل ہوتی تھی اور وہاں بڑے بڑے جید علما علم پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے تھے۔ مغلیہ عہد میں کچھ تذکرے (سوانح عمریاں) بھی لکھے گئے۔ اُن میں میرم بزاز کا تذکرۂ مرشدین (۱۵۷۵ء)، بابا داؤد مشکاتی کا اسرار الابرار (۱۶۵۴ء) اور مُلا ذہنی کا تذکرہ شعرائے کشمیر (۱۶۵۵ء) کافی مشہور ہیں۔(۳) اکبر بادشاہ کے عہد ہی میں ۱۵۹۶ء میں اسی کے حکم پر جمال الدین انجو نے فارسی لغت کو ترتیب دینے کا کام شروع کیا اور عہد جہانگیر میں ۱۶۰۸ء میں یہ کام مکمل ہوا اور اسے فرہنگ جہانگیری کا نام دیا گیا۔(۴)

کشمیر میں فارسی کی تعلیم وتدریس مسلم حکومت کے قیام کے فوراً بعد شروع ہوگئی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کی جڑیں وادی میں مضبوط ہوتی گئیں لیکن بلند پایہ شعر وسخن کا آغاز عہد مغلیہ سے ہوا۔ ۱۶۰۵ء میں اکبر کی وفات کے بعد شہزادہ سلیم المعروف نور الدین جہانگیر ہندوستان کے تخت پر متمکن ہوا۔ کشمیر میں اس کا عہد

حکومت ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء تک رہا۔ یہ فطرت کا دلدادہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جہانگیر آٹھ مرتبہ کشمیر گیا۔ اس کے عہد میں بھی فارسی زبان و ادب کو خوب فروغ نصیب ہوا۔ کشمیر کی سب سے زیادہ مشہور فارسی تاریخ کی کتاب تاریخ حیدر اسی کے عہد میں ۱۶۱۷ء میں تحریر کی گئی۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں کشمیر کے مہاراجوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں ایران اور ترکستان کے ہم عصر بادشاہوں کی تفصیل درج ہے۔ اسی عہد میں ۱۶۱۵ء میں فارسی زبان میں تاریخ کی ایک مشہور کتاب ''بہارستان شاہی'' تحریر کی گئی۔ اس کتاب میں کشمیر کے شاہ میری عہد اور اہم صوفیا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔(۵)

جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا تیسرا بیٹا خرم خان المعروف شاہ جہاں ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ کشمیر میں اس کا عہد حکومت ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۸ء پر محیط ہے۔ اس نے چار مرتبہ کشمیر کی سیاحت کی۔ اسی کے عہد میں ممتاز ترین مفکر مُلّا محسن فانی نے فارسی ادب میں کشمیری تہذیب و تمدن کی روح کو سمویا اور اُجاگر کر کے رکھ دیا۔ انھوں نے ۱۶۴۵ء میں دبستان مذاہب ایسی شہرہ آفاق کتاب فارسی زبان میں تصنیف کی۔(۶) اس کتاب کے بارہ ابواب ہیں۔ جس میں سارے مذاہب اور صوفیوں کے عقائد و نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب انگریزی اور فرانسیسی کے علاوہ دوسری کئی ایک زبانوں میں منتقل ہو چکی ہے۔ اسی عہد میں ۱۶۵۴ء میں بابا داؤد مشخوانی نے فارسی زبان میں اسرار الابرار کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ جس کا قلمی نسخہ جموں و کشمیر لائبریری سری نگر میں محفوظ ہے۔ ملا محمد صادق نے ایک اہم تصنیف ۱۶۳۶ء میں طبقات شاہ جہانی کے عنوان سے تحریر کی۔ محمد صادق کی ہمہ گیر طبیعت نے ایک قاموس جیسی تصنیف کی تجویز بنائی تھی۔ جس میں دور خلافت سے لے کر اپنے عہد تک کی تاریخ اولیا اور شعرا کا تذکرہ شامل کرنے کی ان کی سعی تھی لیکن ان کی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی بلکہ کتاب صرف آل تیمور تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اس کے باوجود یہ کتاب دور تیمور کا ایک عمدہ تذکرہ ہے۔(۷)

دارا شکوہ شاہ جہاں کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اس کے کشمیر میں قیام سے بھی فارسی کے ذوق کو تحریک نصیب ہوئی۔ دارا شکوہ اور اس کی بہن جہاں آرا نے اپنے پیر کے صوفیانہ مشاغل کے لیے کوہ پیر پنجال کی ایک شاخ کے ڈھلوان پر خانقاہ تعمیر کروائی جو بعد میں دارا شکوہ کی بیوی نادرہ بیگم عرف پری بیگم کے نام سے پری محل مشہور ہو گیا۔ اس محل میں متصوفانہ کتب کا ایک وسیع کتب خانہ بھی قائم کیا گیا۔ دارا شکوہ نے ۱۶۴۶ء میں کشمیر میں قیام کے دوران تین کتب سکینۃ الاولیاء رسالہ حق نما اور سرِ اکبر فارسی زبان میں تحریر کیں۔(۸) ان کتب میں انھوں نے اپنے استاد میاں میر کی حیات و خدمات کا تذکرہ کیا ہوا ہے۔

علم و ادب کے فروغ کے لیے عہد شاہ جہاں میں تعلیمی ادارے بھی بنائے گئے جس سے کثیر تعداد میں نامی گرامی علما و فضلاء فارغ التحصیل ہوئے۔ اورنگزیب عالمگیر جو شاہ جہاں کا تیسرا بیٹا تھا ۱۶۸۵ء میں دہلی کے تخت کا وارث بنا۔ یہ ایک بار کشمیر کی سیاحت کے لیے گیا اس کے عہد میں بھی فارسی ادب کی ترویج کے لیے خاطر خواہ کام ہوا۔ اورنگزیب عالمگیر کی بیٹی زیب النساء بیگم نے عربی تفسیر کبیر کو فارسی زبان میں تحریر

کیا اور بعد میں اسے زیب التفسیر کا عنوان دیا گیا۔(۹) خواجہ محمد اعظم نے اسی دور میں ۱۷۴۶ء میں تاریخ کشمیر سے متعلق فارسی زبان میں تاریخ کشمیر اعظمی کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی۔ اس کتاب میں کشمیر کے اہم صوفیا کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔(۱۰) اس کتاب کا اردو ترجمہ ۱۸۴۶ء میں مشہور عالم، مورخ اور شاعر منشی اشرف نے کیا ہے۔اس کتاب کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔اس کے علاوہ اسی عہد میں مرزا اکمل دین کامل کی کتاب بحر العرفان جو چار حصوں پر مشتمل فارسی شاعری کا مجموعہ ہے جسے مصنف نے جلال الدین رومی کی مثنوی کے جواب میں لکھا جو پچاسی ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔اورنگزیب عالمگیر کی ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد اس کے جانشینوں نے بھی علم وادب کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ کشمیر میں مغلوں کا دورانیہ ۱۷۰۷ء سے ۱۷۵۲ء تک عہد متاخرین میں شمار کیا جاتا ہے۔اس عہد میں کشمیری برہمن نارائن کول عاجز نے فارسی زبان میں منتخب التواریخ کے عنوان سے کشمیر کی تاریخ سے متعلق کتاب تحریر کی جو سلاطین کشمیر سے لے کر مغلیہ عہد حکومت تک کا احاطہ کرتی ہے۔اس کے علاوہ ۱۷۲۳ء میں غافل بن عبدالصبور نے نوادر الاخبار کے عنوان سے فارسی زبان میں کشمیر میں ہندو عہد کے حوالے سے ایک کتاب تحریر کی۔ ملا ہدایت اللہ متو نے تاریخ ہدایت اللہ تحریر کی۔ جس میں کشمیر کے ہندو عہد سے افغان عہد تک کی تفصیلات درج ہیں۔(۱۱)

مغلوں کو کشمیر کے قدرتی حسن اور خوبصورتی سے شدید لگاؤ تھا۔انھوں نے کشمیر میں کئی خوبصورت عمارتیں اور باغات لگوائے۔مغلوں کے آثار ونقوش میں مقبرہ شیخ نور الدین رشی، قلعہ ہری پربت، قلعہ ناگرنگر، پتھر مسجد، مسجد بدخشانی، دار المحل، درگاہ حضرت بل، چشمہ شاہی، چشمہ ویری ناگ، اچابل، نسیم باغ، شالامار باغ، نشاط باغ اور بھمبر کی تاریخی عمارتیں اب تک موجود ہیں۔ چنار کے بلند و بالا درخت جو کشمیر میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔انھوں کی یادگار ہیں۔(۱۲) مغلوں نے کشمیر پر تقریباً ۱۶۶ برس حکومت کی۔مغلوں نے تعمیرات کی طرف بھی خاص توجہ دی۔انھوں نے سڑکوں کے جال بچھائے۔سرائیں تعمیر کروائیں۔زمین کی پیمائش کو از سر نو مکمل کروایا گیا۔اس سلسلہ میں اکبر بادشاہ نے ٹوڈرمل (وزیر خزانہ) کی نگرانی میں زمین کی از سر نو پیمائش کروائی اور لگان کی تشخیص کی گئی۔(۱۳) مغلیہ عہد میں کشمیر کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جس کا سبب وہاں کے سیاحتی مقامات تھے جنھیں مغلوں نے سیاحوں کی دلچسپی کے لیے تعمیر کیا تھا۔اسی عہد میں وادی کے اندر سیاحوں کی آمد و رفت کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔انسائیکلو پیڈیا آف کشمیر کے مطابق:

> During Mughal era, Kashmir yielded a revenue about one crore. They also abolished many taxes on Saffron, tax on wood and Poll tax on sheep and boatmen.(14)

مغلوں نے نہ صرف علم وادب بلکہ صنعت وحرفت اور فنون لطیفہ کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ انھوں نے کشمیر کے فنون لطیفہ کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ اس کو مزید فروغ دینے کے لیے کوششیں بھی کیں۔

مغلوں نے اپنے عہد میں اندجان سے شالباف کشمیر میں لا کر آباد کیے۔ شالوں کے کونوں پر جو پھولوں کی کڑھائی ہوتی ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ اندجان کے کاریگروں کی مرہون منت ہے۔ اس طرح کی شالیں مغل دور میں بہت زیادہ مشہور تھیں۔(۱۵) بادشاہ اکبر نے ۱۵۸۹ء میں کشمیر میں آ کر مقامی راہنماؤں کی درخواست پر لگان اور دوسرے محاصل جمع کرنے کے طریقے کار کی تحقیقات کا حکم دیا۔ اُس نے تمام غیر واجب محاصل منسوخ کر کے وادی میں مغلیہ عملداری کے مطابق مالی نظام رائج کیا۔ افلاس زدہ عوام الناس کو اقتصادی زبوں حالی سے نجات دلانے کے لیے ہری پربت کی تلہٹی کے اردگرد نگر نگر تعمیر کروائی۔(۱۶) یہ کام ایک کروڑ دس لاکھ کی لاگت سے ختم ہوا اور اس سے وادی کے ہزاروں بے کار لوگوں کو روزگار حاصل ہوا۔

شہنشاہ جہانگیر نے کشمیری لوگوں کے سماجی معاملات میں بھی دلچسپی لی۔ اس نے ۱۶۱۹ء میں دختر کشی کی مذموم رسم کو بند کیا۔ یہ رسم نہ صرف ہندوؤں بلکہ مسلمانوں کے بھی کچھ طبقوں میں رائج تھی۔ اسی نے مسلمان عورتوں کو متوفی شوہر کے ساتھ زندہ دفن کرنے کی رسم کو بند کیا۔(۱۷) یہ رسم ہندوؤں کی ستی کی رسم کے مانند تھی۔ وادی میں مغلیہ حکومت کے قیام پر کشمیر کے طرزِ تعمیر میں ایک اور تبدیلی رونما ہوئی۔ مغل شہنشاہوں نے دلکش اور خوش نما باغات کی ترتیب و تعمیر میں امتیازی شان حاصل کی۔ ان خوش منظر باغات سے وادی کی قدرتی رعنائی میں اضافہ ہوا اور یہ خطہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ جاذب نظر اور کشش انگیز بن گیا۔

مغلیہ عہد کے باغات میں شالامار باغ جسے جہانگیر نے ۱۶۲۰ء میں بنوایا۔ نشاط باغ جو نور جہاں کے برادر حقیقی آصف خان نے ۱۶۳۴ء میں تعمیر کروایا۔ چشمہ شاہی باغ جس کی بنیاد ۱۶۳۲ء میں شاہ جہاں نے رکھی۔ اچھابل جس کی داغ بیل شاہ جہاں کی بیٹی جہاں آرا نے ۱۶۴۰ء میں ڈالی۔(۱۸) مغلوں نے آب رسانی اور حوضوں کی تعمیر کا وہی طریقہ کشمیر میں اپنے باغات بناتے وقت اختیار کیا جو ایران کی باغبانی روایات میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر کمال یہ تھا کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پھولوں کی چمن بندی اور درخت کاری کے جو طریقے مقبول تھے۔ مغلوں نے ایرانی خدوخال کو بڑی ہم آہنگی کے ساتھ ان میں سمو کر رکھ دیا۔ سری نگر میں مغلیہ عہد کی سب سے پہلی تعمیر ہری پربت کے اردگرد بلند و بالا دیوار ہے، جو ۱۵۹۶ء میں اکبر نے بنوائی۔ چوبی تعمیرات کی دیسی طرز کی بالکل متضاد نور جہاں نے ۱۶۲۲ء میں پتھر مسجد بنوائی جو سرتاپا سنگین عمارت ہے۔ مسجد اخوند مُلا شاہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تعمیر ہوئی تھی۔ پری محل کی مشہور عمارت کو داراشکوہ نے ستارہ شناسی کی غرض سے تعمیر کرایا تھا۔(۱۹) اس اعتبار سے یہ عمارت مغلوں کی علم و دانش سے شیفتگی کی یادگار ہے۔

مغلیہ عہد میں ثقافتی پہلو سے بھی خاصی پیشرفت ہوئی۔ عہد اکبر میں خطاطی نے کمال عروج حاصل کیا محمد حسین کشمیری عہد اکبر کا مشہور خطاط تھا۔ یہ مغل شہزادوں کا استاد بھی تھا۔ اکبر نے اسے زرین قلم کے خطاب سے نوازا تھا۔ اس عہد کے خطاطوں کی خطاطی کے نمونے آج بھی آکسفورڈ یونیورسٹی کی لائبریری

اور دہلی کے عجائب گھر میں موجود ہیں۔ اکبر کے عہد میں کشمیری خطاطوں نے ایسی سیاہی ایجاد کی جسے پانی سے بھی صاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔(۲۰) اس کے علاوہ اکبر نے کشمیر میں ہندوستانی موسیقی کو متعارف کروا کر کشمیر کی ثقافتی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اکبر کے دربار میں ہندوستانی، ایرانی، تورانی اور کشمیری موسیقار ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ میاں تان سین جو عہد اکبر کا مشہور موسیقار تھا۔ اس نے اسی عہد میں اسلام قبول کیا اور اس کا اسلامی نام مرزا عطا حسین رکھا گیا۔ اکبر کے عہد میں ہندوستانی راگوں نے کشمیر میں موسیقی کی نئی دھنیں متعارف کروائیں اور موسیقی کے میدان میں نامور موسیقار پیدا ہوا۔(۲۱)

اکبر کے عہد میں کشمیر میں مصوری کے فن کو بھی فروغ نصیب ہوا۔ اکبر کے دربار میں مشہور و معروف مصوروں کی جو جماعت تھی اس میں پانچ کشمیری مصور بھی شامل تھے۔ لندن کے وکٹوریہ البرٹ میوزیم کے ہندوستانی شعبہ میں سوتی قرطاس پر چوبیس تصویریں ہیں جو چار سو سال پیشتر کشمیر میں تخلیق کی گئی تھیں۔ ان تصویروں کا موضوع جنگ اور خون ریزی کی منظر کشی سے متعلق ہے۔ کشمیر کے پہاڑوں کے حسین مناظر کو بھی ان تصاویر میں دکھایا گیا ہے۔ غالباً یہ شاہکار اس زمانے میں تخلیق کیے گئے تھے جب ملکی اختیارات کی باگ ڈور مرزا حیدر دوغلات کے ہاتھ میں تھی۔(۲۲) عہد اکبر میں کچھ خدام اٹلی سے آکر مغل فوج میں بھرتی ہوئے تھے۔ سردی کے موسم میں وہ کانگڑی نما ایک ڈھانچے میں انگارے ڈال کر اپنے جسم کو گرم رکھتے تھے۔ کشمیریوں نے اسی ڈھانچے کو سامنے رکھ کر عہد اکبر میں کانگڑی متعارف کروائی (۲۳) جو کشمیری ثقافت کا ایک اہم حصہ ہے۔

عہد جہانگیر میں بھی کشمیری ثقافت نے عروج حاصل کیا۔ گلاب (Rose) ہندوستان میں ایران اور وسط ایشیا سے متعارف ہوا۔ پھر جہانگیر اور نور جہاں نے ہندوستان سے گلاب منگوا کر کشمیر کے باغات میں کاشت کیا۔ عہد جہانگیر کے گورنر احمد بیگ خان (۱۶۱۵ء۔۱۶۱۸ء) کے عہد میں اخوند رہنما کشمیری حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے وسط ایشیا کے راستے سعودی عرب گئے۔ حج سے واپسی پر انھوں نے روسی ترکستان کے علاقے اندجان میں پڑاؤ کیا۔ جہاں قالینیں بنائی جاتی ہیں۔ اس کشمیری باشندے نے قالین بنانے کا فن وہاں سے سیکھا اور واپسی پر قالین بنانے والے اوزار بھی ساتھ لائے اور کشمیریوں کو یہ فن سکھایا۔ جس نے کشمیری ثقافت کو چار چاند لگائے۔(۲۴) جہانگیر کی چہیتی بیوی نور جہاں نے وسط ایشیا سے مختلف انواع کے نفیس زیورات منگوا کر کشمیر میں متعارف کروائے اور ثقافتی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا۔

مغلوں نے ابتدائی تین سال (۱۵۸۶ء۔۱۵۸۹ء) کشمیر میں اپنے تسلط کو استحکام دینے میں لگا دیے۔ انھوں نے ہر قسم کے اسلحہ جات پر مکمل پابندی لگا دی جن میں باورچی خانے میں استعمال ہونے والی بڑی چھریاں بھی شامل تھیں۔ انھوں نے ہر گھر کی تلاشی کی۔ خاص طور پر گھروں کے تہہ خانوں کی، جہاں وہ سمجھتے تھے کہ اسلحہ چھپایا گیا۔ ۱۵۸۹ء کے اختتام پر کشمیر کے کسی فرد کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں تھا۔(۲۵) مغل حکمرانوں نے یقیناً کشمیر کو ہر میدان میں ترقی کی راہ پر گامزن کیا لیکن دوسری طرف انھیں بزدل، سست

اور کاہل بنانے میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انھوں نے کشمیر کو اپنے زیر تسلط کرنے کے بعد اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے خوب کوششیں کیں۔ انھوں نے کشمیر پر قبضہ کرنے کے بعد فوج میں کشمیریوں کے داخلے کو ممنوع قرار دیا اور کشمیریوں کو سست اور ناکارہ بنانے کے لیے پھیرن اور کانگڑی کو رواج دیا۔(۲۶) اور یہ سلسلہ بعد میں آنے والے حکمران کے ادوار میں بھی چلتا رہا۔

مغل حکمران براہ راست کشمیر کی نگرانی نہیں کرتے تھے بلکہ صوبہ ہونے کی حیثیت سے وادی کے لوگوں کو اپنے صوبیداروں کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا تھا۔ ان صوبیداروں کے عہد میں وادی میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے رہے اور بالآخر اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت بتدریج زوال پذیر ہوتی گئی اور کشمیر بھی تفرقہ بازی اور خانہ جنگی کی لعنت میں گرفتار ہوگیا۔ اس تفرقہ بازی اور خانہ جنگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میر مقیم نامی سردار نے کابل پہنچ کر احمد شاہ ابدالی کو کشمیر پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار عبداللہ خان ایشک اقاصی نے ۱۷۵۲ء میں کشمیر کو فتح کر کے کابل کی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اس طرح سے ۱۶۶ برس بعد ۱۷۵۲ء میں کشمیر پر سے مغلوں کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ محی الدین حاجنی، پروفیسر، مقالات، نور محمدی پریس، سری نگر، ۱۹۶۷ء، ص ۵

۲۔ غلام محی الدین صوفی، ڈاکٹر، کشیر، جلد دوم، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۳۵۳

۳۔ پریم ناتھ بزاز، تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی تاریخ، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۸

۴۔ غلام محی الدین صوفی، ڈاکٹر، کشیر، جلد دوم، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۳۵۳

۵۔ ایضاً

۶۔ پریم ناتھ بزاز، تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی تاریخ، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۷

۷۔ عبدالقادر سروری، کشمیر میں اردو، جلد اول، دہلی، ۱۹۸۱ء، ص ۱۴۵

۸۔ ایضاً

۹۔ غلام محی الدین صوفی، ڈاکٹر، کشیر، جلد دوم، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۳۵۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۳۷۳ ۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ وی پی مینن، کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی، کتاب منزل، لاہور، ۱۹۴۰ء، ص ۲۰۴

۱۳۔ چراغ حسن حسرت، کشمیر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۸۵

14. Encyclopaedia of Kashmir, vol. I, Anmol Publications, Delhi, 1985, P 358.

۱۵۔ محی الدین حاجنی، پروفیسر، وولرک ملر، شالیمار آرٹ پریس، سری نگر، ۱۹۸۲ء، ص ۱۰۱

۱۶۔ پریم ناتھ بزاز، تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی تاریخ، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ء، ص ۹۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۹۴ ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲۴ ۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۲۰۔ غلام محی الدین صوفی، ڈاکٹر، کشیر، جلد دوم، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۴۸ء، ص ۵۶۸

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً، ص ۵۵۵ ۲۳۔ ایضاً، ص ۵۹۰ ۲۴۔ ایضاً، ص ۵۷۱

۲۵۔ محمد دین فوق، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرز تاجران کتب، لاہور، ۱۹۳۶ء، ص ۵۲۷

۲۶۔ ملک عبدالغنی اصغر، ڈاکٹر، کشمیر کا عروج وزوال، ہمالیہ پبلشرز، کراچی، ۱۹۹۷ء، ص ۵۸